سید محمد معاویہ بخاری

مسئلہ ہماری شناخت کا ہے

حالات کی نوعیت اور تقاضے ایک کے بعد ایک مصلحتوں اور مفاہمتوں کے نو تیار شدہ بے ڈھب سانچوں میں ڈھلتے چلے جارہے ہیں۔ دین اسلام کا روشن وابدی پیغام بنیاد پرستی ودہشت گردی کے سیاہ عنوانوں تلے دبا جارہا ہے۔ آگے بڑھو اور ظالم کا ہاتھ ظلم سے روک دو! کا الہامی فلسفہ، مفاہمت، مذاکرات اور پسپائی کی عفونت مآب دلدل میں غرق ہورہا ہے۔ ظلم وسفا کی کا دستِ خونخوار' مظلوموں کی گردنیں دبوچ رہا ہے۔ امت مسلمہ کے جسدِ واحد کے اعضاء ایک کے بعد ایک کٹتے جارہے ہیں مگر اس تاریک وتار ماحول میں روشنی کی کوئی کرن جگمگاتی نظر نہیں آتی ،عزم جواں کا کوئی استعارہ دکھائی نہیں دیتا، غیرت وحمیت کا کوئی چراغ بام امید پر طلوع نہیں ہورہا۔ ایک عجیب وحشت انگیز سناٹا ہے جو بلادِ اسلامیہ کے اطراف میں حصار بنائے ہوئے ہے جبکہ دوسری طرف درندگی، وحشت ودہشت کا آدم خور عفریت نیم بسمل ''جسدِ امۃ واحدۃ'' پر آخری وار کرنے کے لیے قدم بڑھا چکا ہے، کفر کی اس آخری جست کا ادراک ہوجانے کے باوجود امت مسلمہ کے بے حس وجود میں کوئی حرکت نمودار نہیں ہورہی۔ حالانکہ معلوم حقیقت یہ ہے کہ اگر اب بھی کروٹ بدل کر زندہ ہونے اور مزاحمت کرنے کا احساس نہ دلایا گیا تو یہ خون آشام درندہ بے خوف ہوکر سب کو چیر پھاڑ ڈالے گا۔ ہمارا وجود بے شک زخمی اور توانائی مائل بہ شکست ہے مگر یہ حقیقت بھی تو اپنی جگہ مسلّم ہے کہ زندہ رہنے کی امید ہی زندگی کی ضمانت ہوا کرتی ہے۔ اگر ایک گروہ، ایک طبقہ یا ایک جماعت ''غوغائے عفاریت'' سن کر بزدلانہ مفاہمت یا خودکشی جیسی پسپائی پر آمادہ ہے تو یہ سانحہ امتِ مسلمہ کی مجموعی سوچ اور عزائم کا ترجمان قرار نہیں دیا جاسکتا۔

عالمی سطح پر جاری میڈیائی مہم کے تحت ہے۔ آزادی کے متوالے حریت پسند، ظلم وجبر کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین، بنیاد پرست اور دہشت گرد قرار دیئے جارہے ہیں اور جن کے خونخوار پنجوں اور خوں آشام دندانِ وحشت سے مظلوموں کا خون ناحق بوند بوند ٹپکتا صاف دکھائی دے رہا ہے۔ وہ مہذب، قابل ستائش، ماڈرن، روشن خیال، تہذیب وتمدن کے خداونداور انسانیت کے نجات دہندہ تسلیم کئے جارہے ہیں۔

عالمی پراپیگنڈہ مشینری کی اُڑائی ہوئی دھول میں شاید کوئی منظر واضح طور پر نہ دیکھا جاسکے' 'وار اون ٹیرر'' کا عنوان دراصل وہ گدلا آئینہ ہے جس میں سچائی کا چہرہ صاف دکھائی نہیں دے سکتا۔لیکن دنیا بھر کے مسلم ممالک کو اسی آئینہ میں اپنے چہرے دیکھنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ جبکہ مسلم مملکتوں کے حاکم اور رعایا دو مختلف سمتوں کے مسافر ہیں۔

جمہوریت کے دعویداروں کو اپنے مفادات کے لیے حسنی مبارک اور حامد کرزئی جیسے حکمرانوں کی ضرورت رہتی ہے۔ دنیا بھر کو افہام وتفہیم اور مذاکرات کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کرنے کا مشورہ دینے والے افغانستان وعراق پر

بلاثبوت حملہ آور ہوجاتے ہیں۔ڈیزی کٹر اور تھرموسموک بم برساتے ہیں۔جمہوری حکومتوں کا تختہ الٹ کر اپنے پسندیدہ آمروں کومقتدر کرتے ہیں۔شہنشاہیت کے خاتمہ کا نعرہ بلند کرنے والے خود آمر شہنشاہوں کا تحفظ کرتے ہیں۔عدم برداشت بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے الزامات کی دھول اڑانے والے خود لاطینی امریکہ سے لے کر افریقہ تک اور مشرق وسطیٰ سے لے کر جنوبی ایشیاء تک عدم برداشت کے منظر سجا رہے ہیں' دہشت گردی کر رہے ہیں اور اپنی بنیاد پرستی کو نہ صرف فروغ دے رہے ہیں بلکہ اسے جبراً مسلط بھی کیا جا رہا ہے۔

تجزیہ نگاروں کے تجزیے اور حالات کی چشم دید نوعیت ثابت کر رہی ہے کہ عدم برداشت ،مذہبی بنیاد پرستی اور دہشت گردی کو فروغ کہاں ،کیوں اور کون دے رہا ہے؟اگر یہ عوامل عالمی جرائم کی ترتیب میں سرفہرست ہیں تو اُس کے ذمہ دار بھی ''وار اون ٹیرر'' کے موجد اور کروسیڈ آغاز کرنے کا اعلان کرنے والے ہی ہیں لیکن حقائق منکشف ہونے کے باوجود مسلم ممالک کے حکمرانوں کے ذریعے امتِ مسلمہ کو باور کرایا جا رہا ہے کہ اُن کے معاشرے بنیاد پرستوں کے قبضے میں آ کر یرغمال بن گئے ہیں ،صدائے حریت بلند کرنے والے ان جانبازوں کے شکنجہ میں پھنس گئے ہیں جو اسلامی تعلیمات اور تحریکات کی اثر پذیری کے باعث اقتدار پر قابض نہ ہو جائیں اور اگر ایسا کچھ ہو گیا تو یہ عالمی امن کے لیے بہت بڑا خطرہ ہوگا۔بالخصوص پاکستان جیسی فرنٹ لائن سٹیٹ جو کہ گزشتہ برسوں میں ایٹمی طاقت بھی بن چکی ہے' وہاں اسلام پسندوں اور بنیاد پرستوں کا وجود اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔

پاکستان کے سرکاری میڈیا پر بالعموم اور نومولود، آزاد و روشن خیال پرائیویٹ میڈیا پر بالخصوص ان دنوں یہی بحث جاری ہے کہ عدم برداشت ،بنیاد پرستی اور دہشت گردی کی ذمہ دار دینی جماعتیں ہیں۔یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ان دینی طبقوں سے بھی زیادہ فساد کی بنیاد وہ تعلیمات ہیں' جو دینی مکاتبِ فکر کے مدارس میں پڑھائے جانے والے نصاب کا حصہ ہیں۔اس پر بس نہیں بلکہ سرکاری وغیر سرکاری کالجوں کا تعلیمی نصاب بھی جو کسی درجہ میں قرآن وحدیث کے علاوہ اسلامی تاریخ، دینی شخصیات اور جذبۂ حریت وجہاد کی معمولی آمیزش رکھتا ہے' وہ بھی مذہبی منافرت پھیلانے کے علاوہ غیر مسلم اقلیتوں کے بارے میں عدم برداشت اور نفرت انگیز سوچ پیدا کرنے کا موجب ہے۔اسی پراپیگنڈا مہم کا ہی نتیجہ ہے کہ آج قرآن وحدیث کی من چاہی تعبیرات وتشریحات کا طاعون تیزی سے پھیل رہا ہے یا دانستہ پھیلایا جا رہا ہے' اور یہ صورت حال افسوسناک ہی نہیں بلکہ انتہائی خطرناک بھی ہے۔

یہ سوال قابل غور ہے کہ کیا واقعتہً مغرب اور بالخصوص امریکہ اسلام کے متعلق اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اسلام ''دہشت گردی، انتہا پسندی اور تشدد'' کی تعلیم دیتا ہے۔یا یہ محض الزام تراشی اور بہانہ سازی ہے اور اس کی آڑ میں امتِ مسلمہ کو مطعون ومرعوب کرنا، صالح اور صاحبِ تقویٰ افراد کو نشانہ بنا کر قتل کرنا، مذہب کو کارِ فضول قرار دے کر اسلام کو بے وقعت بنانا ہے!

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ عالمی حالات کے سرسری مطالعہ سے بھی یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام اور

مسلمانوں پر انتہا پسندی کا الزام انتہائی لغو اور گہری سازش کا نتیجہ ہے اور مذموم مقاصد کی پردہ پوشی کے لیے ہے۔اس کے برعکس درندگی وخون آشامی اور وحشت وبربریت اور ریاستی دہشت گردی کی بدترین صورتیں کشمیر،فلسطین،عراق،افغانستان اور چیچنیا میں ظاہر ہورہی ہیں۔ان تمام ممالک میں مسلمان غیر مسلموں کے ظلم واستبداد اور استیصال کا شکار ہیں مگر عالمی برادری اُن پر خاموش ہے اور عالم کفر کا مسلمانوں کے بارے میں موقف یکساں اور ''الکفر ملة واحدة'' کا آئینہ دار ہے۔ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ جن کے گھر جل رہے ہیں،نوجوان قتل اور بچے مر رہے ہیں،وہ دہشت گرد اور انتہا پسند ہیں اور جو قتل وغارت میں مصروف ہیں،وہ امن کے پیغامبر ہیں۔

۷؍جولائی کو لندن میں ہونے والے بم دھماکوں کے بعد ایک بار پھر میڈیا مہم کا رخ مسلمانوں اور دینی مدارس کی جانب موڑ دیا گیا ہے۔الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر یہ بات ایک بار پھر بڑے وثوق سے کہی جارہی ہے کہ پاکستان کے بعض مدارس دہشت گردی اور انتہا پسندی کی تعلیم دے رہے ہیں۔مجھے یاد ہے کہ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب نے دینی مدارس کا دورہ کیا تھا اور بعد ازاں اپنے خطاب میں انہوں نے فرمایا تھا کہ پاکستان کے دینی مدارس سب سے بڑی این جی اوز ہیں،جو اپنے وسائل سے لگ بھگ ۵۰ ہزار طلباء کی تعلیم وتربیت اور خوراک ورہائش کا بندوبست کررہے ہیں اور میں ان کے کردار سے بہت متاثر ہوا ہوں۔اسی طرح دینی مدارس کنونشن کے موقع پر حکمران جماعت کے سربراہ اور سابق وزیراعظم جناب چودھری شجاعت حسین صاحب نے بھی اپنے خطاب میں برملا اعتراف کیا کہ دینی مدارس انتہائی اہم کردار ادا کررہے ہیں،انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب میں وزیر داخلہ تھا تو مدارس کے خلاف جاری شدہ عالمی رپورٹوں کی تصدیق کے لیے میں نے خود دینی مدارس کے بارے میں تحقیقات کرائی تھیں اور ان تحقیقات کے نتیجہ میں بھی یہی بات سامنے آئی تھی کہ پاکستان کا کوئی بھی دینی مدرسہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کی تعلیم وتربیت نہیں دے رہا۔

پاکستان کی دو بڑی مقتدر شخصیات کا یہ اعتراف کیا۔مدارس کے خلاف جاری اس غلط پروپیگنڈے کی تردید کے لیے کافی نہیں ہے؟ان اعترافات کے باوجود مدارس کے خلاف کارروائی کا سلسلہ بیرونی دباؤ نہیں تو پھر اور کیا ہے؟حکومت بعض مدارس کا حوالہ دے کر جب کریک ڈاؤن شروع کرتی ہے تو پھر کسی کا لحاظ نہیں رکھا جاتا حالانکہ بعض بعض کی رٹ لگانے سے بہتر یہ ہے کہ ان انتہا پسند مدارس کا (اگر کوئی ہیں تو) نام لیا جائے اور ان کی خلاف قانون وخلاف انسانیت تمام سرگرمیوں کو طشت ازبام کیا جائے۔

دو روز قبل اسلام آباد میں طالبات کے مدرسہ (جامعہ حفصہ للبنات) پر دھاوا بولا گیا اور نہتی طالبات پر لاٹھی چارج کیا گیا۔کئی طالبات بری طرح زخمی ہوئیں اور متعدد افراد کو گرفتار بھی کیا گیا ہے۔یہ رویہ بہر حال کسی طور مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا۔حیرت کی بات یہ ہے کہ معصوم بچیوں پر تشدد کے واقعہ پر حقوقِ نسواں کی کسی تنظیم نے احتجاج تو در کنار ہمدردی کا ایک لفظ تک نہیں کہا۔حکمران جماعت کی ایک معتبر شخصیت طارق عظیم صاحب نے گزشتہ روز اپنے انٹرویو میں ایک انگریزی اخبار

کی سروے رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اخبار نے پبلک پول میں سوال کیا تھا کہ ’’کیا انتہا پسندی اور دہشت گردی کے ذمہ دار دینی مدارس ہیں؟ تو ۸۰ فیصد افراد نے اس کا جواب اثبات میں دیا تھا۔

جناب طارق عظیم صاحب کی خدمت میں بصد احترام عرض ہے کہ اس سوال کا جواب اثبات میں ملنا کوئی تعجب کی بات نہیں اور وہ اس لیے کہ جب سرکاری و پرائیویٹ چینلز صبح وشام کی نشریات میں ایک تسلسل کے ساتھ دینی مدارس کے خلاف پراپیگنڈہ مہم چلائیں گے تو مجموعی طور تاثر میں تغیر رونما ہونا غیر متوقع نہیں ہے۔ ہاں! اگر بیرونی دباؤ کو نظر انداز کرتے ہوئے ہمارا میڈیا اپنے مدارس کے نقطۂ نظر اور ان کی دینی وملی خدمات کو بھی اسی قوت کے ساتھ بطور جواب پیش کرتا اور پھر رائے عامہ کا مجموعی تاثر جاننے کی کوشش کی جاتی تو شاید اخباری پول کے ۸۰ فیصدی اعداد وشمار بھی قابل توجہ ہوتے۔ لیکن ایسا تو کسی سطح پر اور کبھی نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس وہی طرزِ عمل اختیار کیا گیا جو عالمی صیہونی میڈیا کا وطیرہ ہے اور جس کا اوّلین ہدف دراصل قرآن کی وہ تعلیمات ہیں جو کسی بھی مسلمان کو اپنی دینی شناخت ہر حال میں برقرار رکھنے کی تاکید کرتی ہیں اور زبوں حالی کے اس دور میں بھی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اپنی اس شناخت کو ختم کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ عالم کفر کے لیے یہی شناخت بنیادی ہدف ہے اور اسی کو ختم کرنے کے لیے وہ تمام تر قوتیں صرف کر رہا ہے۔

صدرِ مملکت جناب پرویز مشرف صاحب، وزیر اعظم جناب شوکت عزیز صاحب اور وزیر داخلہ جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ کو چاہیے تھا کہ وہ دینی مدارس کے تمام وفاقوں کے ذمہ دار حضرات کو طلب کر کے پاکستان کے خلاف تیار کی گئی عالمی صورت حال کے تناظر میں مدارس کے کردار کے حوالہ سے اٹھنے والے مسائل کے مستقل حل اور دیرپا اقدامات بارے کھلی بات چیت کرتے اور باہمی مشاورت سے طریق کار اختیار کر کے نہ صرف تمام خدشات کو دور کیا جا سکتا تھا بلکہ اگر کسی مدرسے کا انتہا پسندانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونا ثابت ہو جاتا تو اس کے خلاف کارروائی کرنے میں بھی حکومت کو دینی طبقے کا پورا تعاون حاصل ہوتا۔ مگر افسوس! ایسا ابھی تک نہیں ہو سکا۔

سالانہ ختم نبوت کورس
دفتر مجلس احرار اسلام جامع مسجد چیچہ وطنی
10 شعبان 15 ستمبر جمعرات تا
17 شعبان 22 ستمبر جمعرات
زیر سرپرستی
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
علماء ودانشور اور ماہرین لیکچر زدیں گے
(تفصیلات ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں)
منجانب: مجلس احرار اسلام دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک 12 چیچہ وطنی 040-5485953